رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۶

ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانے والا اکیلا اخبار

نور

یھدی الله لنوره من یشاء

قادیان دارالامان سے ہر ماہ کی ۱۷، ۳ تاریخ

مارچ سنہ ۱۹۱۹ء

KHILAFAT LIBRARY

ضوابط

(۱) عام قیمت سالانہ ....

سے امتیازی قیمت
ے عطا کریں عطیہ
کا۔ اور ایسے حضرات
ے گرامی سرپرستان
رست میں درج ہونگی ÷

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذا ۔۔۔ کی فضیلت بیان کرنا ÷

(۲) آریو ۔۔۔ اسلام کو بچا

(۳) الزاما ۔۔۔ م کے منور چہرہ ۔۔۔ کرنا ÷

(۴) تاج ۔۔۔

جلد ۱ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ دوان | نمبر ۱۱

زنبیل

حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر ۲۳۔ فروری کو برڈلا ہال لاہور میں "اسلام اور تعلقات بین الاقوام" کے موضوع پر حضرت کا ۳ گھنٹے لیکچر ہوا۔ اگرچہ ہمیں اس قابل قدر لیکچر کے سننے کا موقعہ نصیب نہیں ہوا مگر جن دوستوں نے سنا وہ کہتے ہیں کہ ایسا شاندار اور کامیاب لیکچر برڈلا ہال میں اس سے پہلے بہت کم ہوا ہوگا لوگ تین گھنٹے بت بنکر سنتے رہے۔ حاضری تین ہزار کے قریب بتلائی جاتی ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو قوت بیانیہ میں خاص ملکہ عطا فرمایا ہے حضرت اگر معمولی سے معمولی مضمون کو بھی لیں تو معرفت کے دریا بہا دینگے۔ ہمیں اس شاندار لیکچر کے نہ سننے پر رہ رہ کر افسوس آرہا ہے ÷

سالانہ جلسہ کے متعلق اسی اخبار کے صفحہ ۷ و ۸ پر حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ایک مضمون درج ہے دوست ضرور اس قابل قدر مضمون کو خود پڑھیں اور اپنے دوسرے دوستوں کو بھی پڑھ کر سنائیں ÷

خوشخبری۔ اسی اخبار کے صہ پر خوشخبری ضرور پڑھیں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں ÷

ایام جلسہ میں دفتر نور سے لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے ٹریکٹ مفت ملینگے۔ دفتر نور مسجد اقصیٰ (کلاں) کے جانب جنوب صرف نصف قدم کے فاصلہ پر ہے ÷

دارالامان میں رہائش کے خواہشمند اگر عمدہ مکان خریدنا چاہیں تو ایام جلسہ میں منیجر نور کی معرفت مجھ سے ملیں ص و منیجر نور ÷

ایام جلسہ کی وجہ سے ۱۷ مارچ کا اخبار شائع نہیں ہوگا۔ اس کی بجائے ۳۔ اپریل کو ڈبل پرچہ شائع ہوگا

اعانت فنڈ۔ میزان سابقہ ۴۵۴۳ء۔ چوہدری جلال الدین صاحب نائب تحصیلدار عارکل ۳۔ ۴۵۴۔ نور کے زندہ رکھنے کے لئے باقی ۱۳ ۔ ۵۴۵ کی اشد ضرورۃ ہے یہ پورا بھی آپ ہی دوستوں نے کرنا ہے پھر سستی کیوں۔ جب ۸۳ دوستوں کی توجہ نصف کے قریب جمع کر سکتی ہے۔ تو پھر ۳۱۷ دوست کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ نور کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد صاف ہے حضور فرماتے ہیں:۔

کام کرنے والوں کی اعانت ہر ایک احمدی کا فرض ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح سے کر رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اپنی فرض شناسی سے غافل نہ رہے گی اور ہر ایک احمدی نور کی اعانت کو اپنا فرض خیال کرے گا۔ سردست میں بھی پانچ خریداروں کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں ÷

حضور کا ارشاد صاف ہے۔ دوستو اپنے فرض کو پہچانو۔ حضرت کا یہ ارشاد جولائی میں شائع ہوا نو ماہ ہونے کو ہیں۔ صرف ۶۵ خریدار نئے بنے۔ اور ۵۰ چھوڑ گئے۔ گویا نو ماہ میں صرف ۱۵ خریداروں کا اضافہ ہوا ÷ ایک ہزار کے لئے اپیل کی گئی۔ جس میں سے تا حال ۴۵۵-۳ جمع ہوئے۔ نور کے بقاء کے لئے ۵۴۵-۱۳ کی اور اشد ضرورت ہے۔ اس آڑے وقت میں نور کی آپ کئی طریقوں سے مدد کر سکتے ہیں۔ اخبار خرید کر اپنی طرف سے سکھوں اور آریوں وغیرہ میں جاری کروا کر اعانت فنڈ میں حسب توفیق عطا فرما کر نود بک ڈپو سے کتابیں خرید کر دوستو نور کی اعانت کے لئے حضرت کا ارشاد صاف ہے۔ آپ اپنے فرض کو پہچانیں غیر کیا کہینگے۔ نور جیسے مجاہد پرچہ کے اعانت کیلئے اپیل کی۔ اور تو اور۔ دوست دو سو خریدار بھی نہ دے سکے ÷ نور کے وہ کونسے خریدار ہونگے جنکے ایک دو دوست نہوں اور پھر وہ کونسے دوست ہونگے جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے اور وہ انکار کر دے ÷

پچھلے سالانہ جلسہ پر صرف بیچارے نور کے حصہ میں بصد دقت ایک خریدار آیا تھا۔ وہ بھی ۳ شخصوں نے ملکر نور ایک سال کیلئے خریدا۔ افسوس ہمیں تو یہ ظاہر کرتے ہوئے بھی شرم آتی

(باہتمام شیخ محمد نصیب کے میگزین پریس قادیان میں شیخ محمد یوسف کے لئے چھپکر شائع ہوا)

۱۹۰۴ء کی باتیں ۱۹۱۹ء کے دسترخوان پر

خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قلیل من عبادی الشکور۔ کہ شاکر اور سمجھدار بندے ہمیشہ کم ہوتے ہیں جو کہ حقیقی طور پر قرآن پر چلنے والے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کو اپنی محبت اور تقوےٰ عطا کیا ہے۔ وہ خواہ قلیل ہوں مگر اصل میں وہی سواد اعظم ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو امت کہا ہے حالانکہ وہ ایک فرد واحد تھے مگر سواد اعظم کے حکم میں ہیں ؛

یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ شرارتوں منصوبوں اور حیلہ بازیوں میں رہتے ہیں ان کا عمل ایک بالشت بھی آسمان پر جا سکے اور وہ ان نیک بندوں کے برابر ہوں جنکی عظمت خدا کی نظر میں ہے عبداللطیف ہی کی ایک نظیر دیکھ لو کہ بار بار موقعہ ملا کہ جان بچا دے مگر اس نے یہی کہا کہ میں نے حق کو پا لیا اسکے آگے جان کیا شے ہے سو جگر دیکھو کیا جھوٹ کے واسطے دیدہ دانستہ کوئی جان جیسی عزیز شے دے سکتا ہے ؛

ایک بدنصیبی ان لوگوں کی یہ ہے کہ صحبت اگر نہیں حاصل کرتے اور دور دور رہتے ہیں انکے اسلام کی مثال ایک تصویر کی مثال ہے کہ اس میں نہ ہڈی نہ گوشت نہ پوست نہ خون نہ روح۔ اور پھر اسے انسان کہا جاتا ہے۔ اپنی کثرت پر ناز کرتے ہیں۔ کتاب اللہ کی عزت نہیں کرتے۔ حالانکہ اس کثرت پر آنحضرتؐ نے لعنت کی ہے۔ آپ نے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے ایک اپنا اور ایک مسیح موعودؑ کا۔ اور درمیانی زمانہ کو جس میں ان کی تعداد کروڑوں تک پہنچی اور کثرت ہوئی فیج اعوج کہا ہے۔ پھر اصل میں یہ کثرت بھی نہیں ہے خود ان میں پھوٹ پڑی ہوئی ہے۔ ہر ایک کا الگ الگ مذہب ہے ایک دوسرے کی تکفیر کر رہا ہے جب یہ حال ہے تو کیا خدا کی طرف سے کوئی فیصلہ کرنیوالا نہ آوے گا خود انہی میں سے ہے جو مانتے آئے ہیں کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ صحیح حدیثوں میں امامکم منکم موجود ہے۔ سورہ نور میں منکم ہے ؛

معراج میں آپ نے اسرائیلی مسیح کا حلیہ اور دیکھا اور آنیوالے کا اور بتلایا۔ پھر کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلعم سے پیشتر سب انبیاء فوت ہو چکے ہیں ان تمام ثبوتوں کے بعد اور ان کو کیا چاہیئے ؛

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا۔ یہ اسی زمانہ کے لئے ہے کیونکہ اس میں ہلاکت اور عذاب مختلف پیرایوں میں ہو رہے ہیں۔ کہیں طوفان سے۔ کہیں زلزلوں سے کہیں آگ کے لگنے سے۔ اگرچہ اس سے پیشتر بھی یہ سب باتیں دنیا میں ہوتی رہی ہیں مگر آجکل ان کی کثرت خوارق عادت طور پر ہو رہی ہے جسکی وجہ سے یہ ایک نشان ہے اس آیت میں طاعون کا نام نہیں ہے صرف ہلاکت کا ذکر ہے خواہ کسی قسم کی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قوت اور پوری توجہ سے لوگوں نے دنیا اور اس کے ناجائز وسائل کو مقدم رکھا ہوا ہے اور عظمت الٰہی کو دلوں سے اٹھا دیا ہے اب صرف وعظوں کا کام نہیں کہ اس کا علاج کر سکیں عذاب الٰہی کی ضرورت ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

باوجود شاہدین صاحب نے کہا کہ حضور عذاب سے بھی لوگ عبرت نہیں پکڑتے کہتے ہیں کہ ہمیشہ بیماریاں وغیرہ ہوا ہی کرتی ہیں۔ فرمایا قرآن شریف میں طوفان نوح کا ذکر ہے۔ زلزلہ کا ذکر۔ بجلی کا ذکر اور یہ سب حادثات دنیا میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں کیا ان کے نزدیک یہ عذاب الٰہی نہ تھے۔ جن کا ذکر خدا نے کیا ہے اور ان سب کا ہمیشہ دنیا میں وجود رہتا ہے۔ مگر جب کثرت ہو اور ہولناک صورت سے ظاہر ہوں۔ اور ایک دنیا میں تھلکہ پڑ جاوے تب یہ نشان ہوتے ہیں۔ وحی بھی اسی طرح سے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ لوگوں کو سچی خوابیں آتی ہیں تو پھر انبیاء کی خصوصیت کیا ہوئی۔ خصوصیت ہمیشہ کثرت اور درجہ کمال سے ہوتی ہے۔ اب اسوقت جو ہلاکت مختلف طور سے ہو رہی ہے اسکی نظیر یہ دکھائی دی گذشتہ دنوں میں عالیجناب احسان علیخان صاحب برادر نواب محمد علیخان صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے ہوئے تھے انھوں نے حضرت اقدس سے نیاز بھی حاصل کی تھی۔ اور آپنے ایک جامع تقریر بھی اسوقت فرمائی تھی جس سے آپکے اکثر شبہات و شکوک کا قلع قمع ہوا تھا انہی کا ذکر ہوتا رہا۔ کسی کی طرف سے یہ اعتراض بھی پیش ہوا کہ انکے ایک مصاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ابھی مسیح و مہدی کی ضرورت نہیں کیونکہ لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اسپر آپ نے فرمایا کہ عام طور پر دہریت دلوں میں گھر کر گئی ہے لاکھ ہا مسلمان عیسائی ہو گئے ہیں فتنہ بڑھ رہا ہے اگر اب بھی ضرورت نہیں تو کیا یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان نہ رہے اسکی تو وہی مثال ہے کہ ایک میت موجود ہو اس میں روح کا نام و نشان نہ ہو اور صرف اس کے آنکھ کان ناک وغیرہ دیکھ کر کہا جاوے کہ یہ میت نہیں ہے۔ اگر نہیں تو اور چار دن رکھ کر دیکھ لو جب سڑ گیا تو خود پتہ لگ جاوے گا۔ روحانیت کا نام و نشان نہیں صرف پوست ہی پوست ہے ابھی کہتے ہیں کہ ضرورت نہیں ؛

اہل تشیعہ کو جو محبت حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہے اور آپ کے واقعہ شہادت کو سنکر جس طرح ان کے جگر پارہ پارہ ہوتے ہیں اس میں تکلف اور تصنع کو دور کر کے باقی ان لوگوں کے حق میں جو دلی خلوص سے امام صاحب سے رکھتے ہیں اور ان کی شان میں ہر ایک قسم کے غلو کو معیوب قرار دیتے ہیں۔ فرمایا کہ اس بات سے ہم منع نہیں کرتے کہ کوئی کسی بزرگ کی محبت اور یاد جدائی میں آنسوؤں سے روئے ؛

فرمایا کہ ہدایت کے تین طریقہ ہیں۔ بعض لوگ تو کلمات طیبات سنکر ہدایت پاتے ہیں۔ بعض تہدید کے محتاج ہوتے ہیں۔ بعض کو آسمانی نشان اور تائید نظر آجاتی ہے۔ کیونکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ اب اس وقت جو کچھ خدا دکھلا رہا ہے وہ چشمدید ہے دوسرے نقول ہیں ؛

تخم کے تذکرے پر آپنے فرمایا کہ دوسری تمام شیرینیوں کو تو اطباء نے عفونت پیدا کرنیوالی لکھا ہے مگر یہ ان میں سے نہیں ہے۔ آم وغیرہ اور دیگر پھل اس میں رکھ کر تجربے کئے گئے ہیں کہ وہ بالکل خراب نہیں ہوتے۔ سالہا سال ویسے ہی پڑے رہتے ہیں ؛

فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے انڈے پر تجربہ کیا تو تعجب ہوا کہ اسکی زردی تو ویسی ہی رہی مگر سفیدی انجماد پا کر مثل پتھر کے سخت ہو گئی جیسے پتھر نہیں ٹوٹتا ویسے ہی وہ بھی نہیں ٹوٹتی تھی ؛

خدا تعالےٰ نے اسے شفاء للناس کہا ہی واقعی عجیب اور مفید شے ہے تو کہا گیا ہے۔ یہی تعریف قرآن شریف کی فرمائی ہے ریاضت کش اور مجاہدہ کرنیوالے لوگ اکثر اسے استعمال کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہڈیوں وغیرہ کو محفوظ رکھتا ہے ؛

اس میں آل جو ناس کے اوپر لگایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس کے اپنے (یعنی خدا تعالےٰ) ناس (بندے) ہیں اور اس کے قرب کے لئے مجاہدے اور ریاضتیں کرتے ہیں انکے لئے شفا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ تو ہمیشہ خواص کو پسند کرتا ہے عوام سے اسے کیا کام ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسلمانوں کے تعلقات سکھ گورؤں سے

بیچارے مسلمانوں کی قسمت میں ہی یہ لکھا ہے کہ یہ نیک سے نیک سلوک کریں۔ اور اس کے عوض میں انھیں بدنام کیا جائے۔ آہ! بیچارے مسلمان بھی کس قسمت کے مالک ہیں۔ آج اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کیا جاتا ہے مگر اس کی سلطنت کے بہترین اراکین کون تھے؟ مہاراجہ جسونت سنگھ اور راجہ جے سنگھ وہ بے تعصب عالم گیر جس نے کانگڑہ کے مشہور و معروف جوالامکھی مندر کے پوجاریوں کے نام پانصد یا کم و بیش بگھہ زمین جوالامکھی کے مندر کے واسطے ہمیشہ کے لئے وقف کی۔ مندر کے پوجاریوں کے پاس اس وقت بھی یہ سند تانبے کے پترے پر فارسی حروف میں لکھی ہوئی موجود ہے۔ مگر آہ! اس بے تعصب عالمگیر کو بعض وطنی بھائیوں کی طرف سے پانی پی پی کر کوسا جاتا ہے۔ مشہور فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیر نے ۱۶۶۸ء میں شیراز سے اپنے ایک دوست مسٹر چیپلین کو ایک چٹھی لکھی تھی جس میں وہ لکھتے ہیں۔ "مغل اعظم گو مسلمان ہے مگر ان قدیم اور پرانے توہمات رسوم کی اجازت دے دیتا ہے کیونکہ وہ بت پرستوں کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی سے روکنا نہیں چاہتا۔"

مگر ہمارے وطنی دوستوں کے نزدیک آج اس عالمگیر سے بڑھ کر اور کوئی برا شخص نہیں۔ یہی حالت سکھ گورؤں سے نیک سلوک کی ہے مسلمان بادشاہوں نے سکھ گورؤں کے ساتھ نیک سے نیک سلوک کئے۔ اور شہنشاہ اسلام ہر وقت سکھ گورؤں کی ترقی میں کوشاں رہے۔ ہمیشہ گورو صاحبان کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کو روا رکھا اور جیسا کہ گورؤں کی خوشنودی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا مگر آج مسلمان بادشاہ سب سے زیادہ بدنام ہیں وہ دنیا میں کوئی عیب نہیں جو ان پر نہ لگایا جاتا ہو۔ جابر وہ متعصب وہ۔ خدا جانے اور کیا کیا کچھ انھیں نہیں کہا جاتا۔ یہ کیوں؟ بات صاف ہے۔ ہمارے وطنی دوستوں کو یہ بات کبھی ایک آنکھ نہیں بھائی کہ وہ سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کو اچھی نگاہ سے دیکھیں۔ اس لئے انہوں نے خوبیوں کو تو چھپایا۔ مگر اس کے برخلاف معمولی سے معمولی باتوں کو رائی کا پہاڑ بنا کر عجیب در عجیب رنگ آمیزیوں سے پیش کرتے رہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ سکھ اور مسلمان جو درحقیقت بھائی بھائی تھے۔ جو ایک ہی وحدت اور روحانیت کے چشمہ سے شیر میں کام ہوئے تھے۔ ان میں اس قدر آزردگی کشیدگی اور تنفر پھیلا کہ وہ ایک دوسرے سے بہت دور ہو گئے۔ سکھ ایک سپاہی قوم تھی اور تعلیم کی طرف ان کا خیال کم تھا۔ اس وجہ سے ہمارے وطنی دوستوں کی ان رنگ آمیزیوں نے سکھوں میں خوب کام کیا۔ سکھ بیچارے حقیقت حال سے ناواقف تھے اس لئے جو کچھ وہ کہتے رہے سکھ دوست اعتبار کرتے رہے۔ اور ساتھ ہی اس کے مسلمانوں سے بھی ایک بڑی بھاری کوتاہی ہوئی۔ کہ انھوں نے حقیقت حال سے آگاہ کرنے اور از سر تا پا غلط اتہامات سے عہدہ برا ہونے سے سخت سستی سے کام لیا۔ بھولے مسلمانوں کے دلوں میں یہ بہت ہی کم خیال پیدا ہوا کہ سکھ صاحبان درحقیقت ہمارے ہیں اور بعض خود غرض لوگوں کے بے جا اتہامات اور غلط فہمیوں سے یہ بہت دور جا پڑے ہیں حقیقت حال سے آگاہ کر کے انھیں اپنے ساتھ ملانا چاہیئے۔ مگر جوں جوں سکھ صاحبان میں تعلیم پھیلتی جائیگی وہ توں توں حقیقت حال سے آگاہ ہوتے جائینگے اور وہ وقت انشاء اللہ تعالیٰ قریب ہے جب دو بچھڑے ہوئے بھائی ایک دوسرے کے گلے لگ جائیں گے۔

حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمانوں کے ساتھ مضبوط تعلقات کی نسبت ہم کافی و وافی روشنی ڈال چکے ہیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے گورو صاحبان کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کا کیا عالم رہا۔ میرے ان معلومات کا ماخذ زیادہ تر تاریخ گورو خالصہ ہے۔ آپ کے دوسرے جانشین حضرت باوا انگد جی مہاراج ایک کامل فقیر منش تھے۔ . . . . .

. . . . . تیسرے گورو امرداس جی مہاراج کے عہد میں فقیری دائیری ایک جگہ جمع ہوئیں یعنی جوں جوں حضرات گورو صاحبان کا دائرہ عقیدہ وسیع ہوتا گیا توں توں مریدوں نے زیادہ نذر و نیاز پیش کرنی شروع کیں۔ گو تیسرے گورو صاحب کو دنیا سے کوئی محبت نہ تھی مگر شردھا اور عقیدت کے ساتھ جو کچھ مرید نذر پیش کرتے تھے وہ انکی خاطر اور خدا کا انعام سمجھ کر قبول ہی کرنا پڑتا تھا۔ بہرحال تیسرے گورو کے عہد میں دائیری اور فقیری ایک جا جمع ہوئیں۔

جب آپ کرتار پور چھوڑ گوئندوال آئے تو ایک شخص گوبند نامی نے گورو مہاراج پر دعویٰ کیا۔ وہ دعویٰ حاکم لاہور جو ایک مسلمان تھا کے حضور پیش ہوا مگر حاکم نے گورو صاحب کے حق میں فیصلہ دیا۔ حالانکہ حاکم جانتا تھا کہ گورو امرداس صاحب کا حلقہ اثر دن بدن بڑھ رہا ہے اور وہ وقت قریب ہے جب سیاسی رنگ میں موجودہ حکومت کیلئے بہت کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مگر حاکم لاہور نے اس بات کی قطعاً پروا نہ کی۔ اور انصاف کے سامنے سر جھکائے ہوئے گورو صاحب کے حق میں فیصلہ دیا مگر کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے گورو صاحبان پر تشدد کیا۔ میں کہتا ہوں صرف انصاف ہی نہیں بلکہ انصاف سے کئی درجہ بڑھ کر جسے شاہانہ شفقت اور لطف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے خود ہمیشہ گورو صاحبان کے لئے شہنشاہان مغلیہ نے روا رکھا۔ اکبر نے گورو صاحب اور ان کے مریدوں کے لئے حصول زمینداری معاف کر دیا۔ اور باولی بنوادی۔ سمت ۱۶۳۳ بکرمی میں اکبر بادشاہ لاہور کو جاتا ہوا گورو رام داس جی کو ملا موضع سلطان ونڈ اور تونگ وغیرہ کے نواں کی زمین کو گورو صاحب کے ساتھ شامل کر دیا۔ اور انھیں سند معافی لکھ دی۔ اس میں کم از کم ۲۸ ہزار بیگہ زمین ہوگی اور بہت کچھ نقد بھی گورو صاحب کے پیش کیا۔ اب خدارا غور کیجئے۔ کہ سکھ گوروؤں کے ساتھ مسلمان بادشاہوں کے تعلقات کیسے مشفقانہ اور ہمدردانہ تھے مگر بدنام کیا جاتا ہے تو مسلمانوں کو۔ ان مراعات کو روا رکھتے ہوئے بھی ہمارے بعض دوستوں کے نزدیک مسلمان بادشاہوں سے بڑھ کر اور کوئی متعصب اور ظالم نہیں تھا۔

آیئے اب پانچویں گورو کے حالات پر نظر ڈالیئے اور دیکھئے کہ اس درویش صفت بزرگ کے تعلقات مسلمان فقراء اور صوفیاء سے کیسے مخلصانہ تھے۔ دربار صاحب امرت سر کی عظمت اور احترام کس دوست سے پوشیدہ ہے۔ ہندوؤں کے ہاں کاشی اور پریاگ کا تیرتھ اور مسلمانوں کے ہاں جو کعبہ شریف عظمت رکھتا ہے وہی عظمت سکھ دوستوں کے ہاں دربار صاحب امرت سر کی ہے۔ ایسے عظیم الشان اور محترم تیرتھ اور معبد کے لئے جب بنیادی پتھر رکھنے کا وقت آیا تو اس وقت بڑا جوڑ میلا اور جلسہ کیا گیا۔ بڑے بڑے دور دراز سے سکھ اور "سنگتیں" جمع ہوئیں مگر ایسے شبھ وقت یعنی نیک تقریب اور ایسے عظیم الشان معبد کے سنگ بنیاد رکھنے کے لئے اگر پسند کیا گیا تو حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حالانکہ اس وقت ہندوؤں کے بڑے بڑے پنڈت لوبر رشی وغیرہ بھی ہونگے جو ہندوؤں کے ہاں خاص عظمت اور احترام رکھتے ہونگے۔ مگر بنیادی پتھر کے لئے گورو ارجن دیو جی مہاراج نے اگر پسند کیا تو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو جو ایک مسلمان ولی اور صوفی منش تھے۔ اینٹ رکھتے وقت حضرت میاں میر صاحب سے اینٹ میڑھی رکھی گئی اور معمار نے سر کا کر سیدھی کر دی۔ گورو صاحب نے معمار

KHALSA ART LIBRARY

کو مخاطب کر کے کہا کہ غضب کر دیا۔ ایک پاک اور مطہر اور پاکیزہ ہاتھوں کی رکھی ہوئی اینٹ کو تم نے سرکا دیا اب اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ایک دفعہ یہ مندر گرے گا۔ اور پھر دوبارہ بنے گا۔ چنانچہ احمد شاہ کے پنجاب میں آنے کے وقت ایسا ہی ہوا۔ آہ۔ اب خدارا غور کیجئے کہ گورو صاحبان کے تعلقات مسلمان صوفیاء اور فقراء سے کیسے تھے خدا کرے کہ ہم بھی گورو صاحبان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ تاکہ ہمارے تعلقات بھی عمدہ سے عمدہ نظر آئیں۔ اور ہم ایک دوسرے سے بھائیوں کیطرح ملیں تاکہ ہمارے بزرگوں کی ارواح خوش ہو کر ہمارے حق میں خیر باد بھیجیں اور نیک دعائیں کریں ٭

جب گورو ارجن دیو صاحب نے لاہور میں باولی بنوائی تو حسن خان حاکم لاہور نے باولی بنانے میں گورو صاحب کو خاص مدد دی۔ پھر اس کے بعد آپ کے بھائی پرتھی چند نے گورو صاحب کے خلاف دعوٰی کیا حالانکہ یہ صحیح بات ہے کہ سکھ اس وقت دن بدن ترقی کر رہے تھے۔ شاہ وقت اس بات سے غافل نہ تھا کہ سکھوں کی جماعت ترقی کر رہی ہے اور ایک نہ ایک دن یہ حکومت کے لئے تکلیف کا موجب ہو سکتے ہیں۔ مگر مسلمان حاکموں نے ہمیشہ گورو صاحبان کا پکش لیا۔ وہ قطعاً نہیں چاہتے تھے کہ گورو صاحبان کو ہماری طرف سے کوئی تکلیف پہنچے۔ اس لئے مسلمان بادشاہوں نے گورو صاحبان کی عظمت کو مقدم رکھا۔ اور پرتھی چند کے دعوٰی کو خارج کر دیا۔ اور گورو صاحب کے حق میں فیصلہ دیا ٭

پھر چند ولال نے جو وزیر مال تھا۔ اس نے حاکم وقت کے حضور شکایت کی کہ گورو صاحب نے ایک کتاب (آدگرنتھ صاحب) بنائی ہے اور اس میں مسلمانوں کی بہت توہین کی گئی ہے۔ گرنتھ صاحب کو دربار میں لایا گیا اور جب گرنتھ کو جگہ بہ جگہ سے کھولکر سنایا گیا تو اس میں اسلام کی تعریف پائی گئی۔ حاکم وقت نے خوش ہو کر بہت کچھ نذر و نیاز دی اور بکمال معاف کر دیا۔ اب غور کیجئے۔ ایک ہندو چند ولال نامی گورو صاحب کے خلاف چغلی کھاتا ہے مگر مسلمان حاکم گورو صاحب کو نذر اور انعام و اکرام سے مالا مال کر دیتا ہے۔ مگر حیرت اور تعجب تو یہ ہے کہ پھر بدنام مسلمان ٭

پھر اسکے بعد دیکھو کہ چند ولال نے گورو صاحب کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پہلے جھوٹی چغلی کھائی کہ گورو صاحب نے ایک کتاب بنائی ہے جس میں اسلام کے برخلاف لکھا ہے۔ جب اس میں بھی چند ولال کو شرمسار ہونا پڑا تو پھر اس نے گورو صاحب کو ایذا پہنچانے کے لئے اور راہ نکالی۔ گورو صاحب کے ہاں اپنی لڑکی کا ناطہ کرنا چاہا مگر گورو صاحب نے انکار کر دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ چند ولال کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ آپے سے باہر ہو گیا۔ ان دنوں جہانگیر تو کشمیر کی طرف گیا ہوا تھا اس کی عدم موجودگی میں چند ولال ہی سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ ..... کہ اس نے گورو صاحب کو بلا کر پھر ناطہ کی بات چھیڑی گورو صاحب نے انکار کر دیا۔ لکھا ہے کہ پھر اس نابکار ڈشٹ نے جیٹھ اور اساڑھ کی جلتی بلتی دھوپ میں گورو صاحب کو برہنہ بٹھلا کر جلتی بلتی ریت آپ کے جسم پر ڈالنی شروع کی۔ آبلے نکل آئے مگر خدا کے بھگتوں میں خاص استقلال ہوتا ہے ان کا ماٹو یہی یہ ہوتا ہے۔ "جان جائے پر آن نہ جائے"۔ اس حالت میں حضرت میاں میر صاحب نے گورو ارجن دیو جی مہاراج کو کہلا بھیجا کہ میں شاہ وقت کو اس پاپی کے جور و ظلم سے اطلاع دیتا ہوں۔ اور خود اس سفاک کے حق میں بددعا کرتا ہوں۔ مگر گورو صاحب حضرت میاں میر صاحب کو یہ جواب بھیجتے ہیں کہ آپ میرے حق میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس امتحان میں مجھے صابر رکھے میرا دل ڈاواں ڈول نہو۔ باقی پاپی کے مارنے کو پاپ صابی ہے غور کیجئے۔ کہ گورو صاحب مکرم کو حضرت میاں میر صاحب پر کسقدر حسن عقیدت تھی مگر اس قدر دکھ اور تکالیف و مصائب پہنچا کر بھی ڈشٹ چند ولال کا دل ٹھنڈا نہ ہوا اس ظالم اور سفاک نے کھولتی ہوئی پانی کی دیگ میں گورو صاحب کو ڈال دیا۔ غرضیکہ بے رحم اور ظالم نے اس طرح گورو صاحب کو ایذائیں اور تکالیف دیکر گورو صاحب کی جان لی ٭

پیارو! دیکھو!! خدارا غور کرو کہ چند ولال ظالم نے گورو صاحب کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کیا دنیا میں اس ظلم صریح کی اس سے بڑھ کر بھی کہیں نظیر ملسکتی ہے۔ مگر بدنام بیچارے مسلمان۔ خدارا غور کیجئے کہ مسلمانوں نے گورو صاحبان کے ساتھ کیا حسن سلوک کئے۔ اور اسکے مقابلہ میں چند ولال وغیرہ نے گورو صاحبان کے ساتھ کیا سلوک کئے مگر حیرت اور تعجب یہ کہ بدنام بیچارے مسلمان ٭

اب اسکے بعد چھٹے گورو ہرگوبند صاحب کا عہد شروع ہوا۔ آپ سب سے پہلے گورو ہیں جنہوں نے کمر میں تلوار باندھی۔ آپ جب لاہور تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ حضرت میاں میر صاحب شیخ جان محمد صاحب لاہوری شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شیخ کرم شاہ صاحب سے ملے۔ اور ان کے ساتھ گیان دھیان کی باتیں کیں حالانکہ اس وقت ہندو پنڈت اور سنیاسی وغیرہ بھی ہونگے مگر گورو صاحب نے اپنی ملاقات کے لئے مسلمان صوفیاء کو ترجیح دی۔ چند ولال اور آپ کے چچازاد بھائی مہربان نے جہانگیر کے پاس گورو صاحب کی یہ شکایت کی کہ گورو صاحب باقاعدہ فوج رکھتے ہیں اور حکومت کا جوا اتارنا چاہتے ہیں مگر جہانگیر قطعاً بدظن نہوا اور معاملہ کو جونہی ٹالدیا حالانکہ جہانگیر خوب جانتا تھا کہ گورو صاحب نے تلوار کمر میں باندھ لی ہے۔ باقاعدہ فوج رکھتے ہیں اور یہ ضرور کسی نہ کسی وقت سلطنت کے لئے موجب فکر ہونگے مگر جہانگیر نے باوجود شکایت ہونے کے بھی اسبات کو گئی آئی کر دیا۔ کیا اس سے یہ صریح نتیجہ نہیں نکلتا کہ جہانگیر جناب گورو صاحب کو صریح رعایت کرنا چاہتے تھے مگر آہ پھر بدنام ہیں تو بیچارے مسلمان ٭

اب غور کیجئے کہ مہربان اور چند ولال کی شکایت سنکر جہانگیر نہ صرف ٹالدیتا ہے بلکہ وزیر خان نائب وزیر اور غنچہ بیگ دو ہزاری کو سوا دو سو اشرفیاں دیکر گورو صاحب کے پاس بھیجتا ہے اور گورو صاحب کے واجب الاحترام پتا کی تعزیت کرتا ہے۔ خدارا غور کیجئے مسلمانوں کے حسن سلوک پر اور توجہ دیجئے۔ پرتھی لعل اور چند ولعل وغیرہ کے سلوک پر۔ مگر بدنام بیچارے مسلمان ٭

ابھی اکتفا نہیں۔ ذرا اور آگے چلئے۔ گورو ہرگوبند صاحب جہانگیر کے ملنے کے لئے دہلی آئے تو جہانگیر کمال تعظیم سے پیش آیا۔ پانصد روپیہ روزانہ گورو صاحب کا خرچ مقرر کیا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور حسن سلوک کی مثال ملسکتی ہے مگر تعجب ہے تو یہ کہ پھر بیچارے مسلمانو کو متعصب کہا جاتا ہے۔ پھر جب چند ولال نے گورو صاحب کو گوالیار کے قلعہ میں نظربند کرا دیا تو وزیر خان حضرت جلال الدین سجادہ نشین۔ حضرت نظام الدین اولیاء اور حضرت میاں میر صاحب کی سفارش سے گورو صاحب کو قلعہ گوالیار سے رہائی ملی تو گورو صاحب نے یہ کہلا بھیجا کہ جب تک دوسرے شاہی قیدیوں کو بھی رہا نہ کیا جائے میں رہا نہیں ہونگا۔ اور محض گورو صاحب کی خاطر پچپن ۵۵ ہندو راجاؤں کو جو سلطنت کے باغی تھے چھوڑ دیا گیا۔ دیکھو۔ خدارا غور کرو۔ یہ گورو صاحب کی کس قدر خاطر داری ہے۔ ایک شخص کی خاطر پچپن شاہی قیدیوں کو چھوڑ دینا کیا اس سے بھی بڑھ کر کہیں خاطر داری کی مثال ملسکتی ہے کوئی سلطنت کسی کی خاطر اسقدر رعایت کو روا نہیں رکھے گی مگر گورو صاحب کی خاطر یہ سب کچھ روا رکھا گیا مگر تعجب اور حیرت کی جا ہے تو یہ کہ پھر بدنام بیچارے مسلمان ٭

جہانگیر نے خوش ہو کر گورو صاحب کو سات ضرب

KHILAFAT LIBRARY

خوشخبری

جناب نواب محمد عبداللہ خاں صاحب نائب ناظر تالیف و اشاعت

کا گرامی نامہ یہ خوشخبری لایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

کے ارشاد سے دفتر تالیف اشاعت اخبار نور کا ۱۰۰ پرچہ ایک

سال کیلئے خرید کر سکھوں۔ آریوں۔ اور سناتنیوں میں مفت تقسیم کریگا۔ لہذا نور

مذہبی امور سے دلچسپی رکھنے والے سکھ۔ آریہ اور سناتنی دوست فی الفور دفتر نور

میں درخواستیں بھیجدیں۔ نور کے ناظرین یہ خوشخبری اپنے سکھ آریہ سناتنی

دوستوں میں پہنچا دیں۔ نور کے مسلم ناظرین بھی اپنے ایسے سکھ آریہ

اور سناتنی دوستوں کے ناموں سے اطلاعدیں جو مذہبی مسائل

سے دلچسپی رکھتے ہوں تاکہ اُن کے نام

ایک سال کیلئے نور مفت جاری کیا جاوے

درخواستیں اس پتہ پر ہوں

رام رائے

نے گورو

عمر چھ سال کی

عالمگیر نے

وہ عالمگیر جسے ہمارے وطنی

متعصب اور ظالم کہتے ہیں ✦

پھر عالمگیر نے گورو صاحب کو بُلانے کے لئے راجہ جے سنگھ سوائی کو بھیجا۔ گورو صاحب آپ کے ہمراہ دھلی تشریف لائے اور راجہ جے سنگھ سوائی کے دیوانخانہ میں فروکش ہوئے۔ مگر گورو صاحب نے حاضر دربار ہونے سے انکار کیا جسے عالمگیر نے مطلقاً بُرا نہیں منایا۔ اُلٹا اپنے بیٹے شہزادہ معظم بیگ کو بہت سے تحفے تحائف دیکر

منیجر نور قادیان

بڑے بھائی

ہرکشن پر جنکی

صلع گورداسپور

دوست پرلے درجے کا

انتظام کیا۔ اور ایک لشکر جرار ہمراہ کر دیا۔ اور گورو صاحب کو گرفتار کر کے لانے کا حکم دیا۔ اور پنجاب کی نگرانی بھی گورو صاحب کے سپرد کی گئی۔ ایک دن موقع پاکر گورو صاحب نے چندو لال کی حرکات و سکنات کا ذکر کیا۔ جُرم ثابت ہونے پر ڈشٹ چندُ لال گورو صاحب کے حوالہ کیا گیا۔ گورو صاحب اس پاپی کو جوتوں سے پٹواتے امرتسر لائے۔ گدھے پر چڑھا کر شہر کیا اور گرم ریت ڈالکر پورا انتقام لیا۔ اب غور کیجئے کہ وہ مسلمان شہنشاہ جس نے گورو صاحب کے حوالے پنجاب کی نگرانی سات ضرب اتواب اور ڈیڑھ ہزار فوج رکھنے کا اختیار دیا۔ گورو صاحب کے واجب الاحترام باپ کے قاتل اور سلطنت کے معزز عہدیدار کو گورو صاحب کے قطعی حوالہ کر دیا۔ جنہوں نے دل کھول کر کما حقہ بدلہ لیا مگر پھر بدنام بیچارے مسلمان ✦

پھر کشمیر کو جاتے ہوئے جہانگیر گورو صاحب کے لئے بہت سے تحائف لائے۔ اور گورو صاحب کو اپنے ساتھ کشمیر لے گئے۔ اور راستہ میں روساء وغیرہ سے گورو صاحب کو نذر و نیاز دلاتے گئے جب جہانگیر سے اجازت لیکر گورو صاحب واپس ہوئے۔ تو راستہ میں گجرات میں شاہ دولے شاہ سے ملکر گورو صاحب بہت خوش ہوئے ✦

جب شاہ جہان تخت پر بیٹھا تو گورو صاحب متوفی بادشاہ کی تعزیت اور نئے بادشاہ کی تہنیت کیلئے لاہور آئے۔ گورو صاحب کے چچازاد بھائی مہربان اور چندو لال کے بیٹے کرم چند نے شاہجہان کے دربار میں گویائی اور باپ کے قصاص کا علی الترتیب دعویٰ کیا۔ مگر ہر دو مقدمات وزیر خان کی سفارش سے خارج ہوئے۔ اب غور کرو کہ جس صورت میں گورو صاحب کے چچازاد بھائی نے گویائی کا دعویٰ کیا تھا اگر شاہجہان چاہتا تو مہربان کے حق میں فتویٰ دے کر سکھ صاحبان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دو جگہ تقسیم کر سکتا تھا۔ مگر شاہجہان گورو صاحب کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا اس لئے نہ صرف یہی کہ آپ کے چچازاد بھائی کا ہی دعویٰ خارج کر دیا بلکہ ساتھ ہی اس کے کرم چند خلف چندو لال کے دعویٰ قصاص پدر کو بھی ڈسمس کر دیا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ گورو صاحب کو ایک خلعت فاخرہ بھیجا۔ مگر حیرت اور تعجب یہ کہ پھر بدنام بیچارے مسلمان ✦

جب گورو صاحب ہرگوبند پور میں پہنچے بھگوانا کھتری نے آپ کا مقابلہ کیا۔ مگر مارا گیا۔ اور گورو صاحب نے اسکے مکان کی جگہ مسجد بنوا دی اور اسکی حفاظت مسلمان فقراء کے سپرد کی۔ بھگوانا اور مہربان دہلی پہنچے اور گورو صاحب کو سلطنت کا باغی قرار دیکر فوج کشی کے لئے ترغیب دلائی۔ مگر وزیر خان کی سفارش سے بات رفت گذشت ہوگئی ✦

پھر دھیر مل نے خود گورو بننے کی دل میں ٹھانی اور حاکم وقت سے مدد طلب کی مگر شاہجہان نے دھتکار دیا۔ بھگوانا و کرم چند نے شکایت کہ گورو صاحب کیرت پور میں باغی رکھتے ہیں مگر حسن علیشاہ عربی نے بادشاہ کو سمجھا کر معاملہ ٹالدیا۔ جب گورو صاحب کیرت پور تشریف رکھتے تھے۔ نواب مالیر کوٹلہ۔ نواب مورنڈھ نواب روپڑ ملاقات کرتے رہتے گورو صاحب سے نے پنجاب کی اور داراشکوہ صاحب کے نگرانی گورو کی۔ سپرد

گورو صاحب کے پاس بھیجا۔ اور اس تحائف میں ایک سیاہ پشمینہ کی سہلی بھی تھی۔ جو گورو نانک صاحب کی نشانی تھی گورو صاحب نے اور تحائف تو واپس کر دیئے صرف سیاہ پشمینہ کی سہلی گورو صاحب کا نشان سمجھ کر لے لی گورو صاحب کی اس بے نفسی کا عالمگیر پر بہت اثر ہوا۔ اور گورو صاحب چیچک سے بیمار ہوگئے۔ عالمگیر خود گورو صاحب کی عیادت کو آیا ✦

آپ کے بعد گورو تیغ بہادر گویائی کی گدی پر بیٹھے مگر دھیر مل نے دشمنی سے گورو صاحب کا سب مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور ایک بار گورو صاحب پر اس نے بندوق کا فائر بھی کیا۔ مگر نشانہ خطا گیا۔ اور گورو صاحب بال بال بچ گئے۔ پھر گورو صاحب امرت سر دربار صاحب کے درشنوں کو آئے تو وہاں کے پوجاریوں نے مندر کے دروازے بند کر لئے۔ پیارو پوجاری کون تھے؟ ہندو یا مسلمان؟ گورو صاحب نے امرت سر سے دو میل کے فاصلہ پر رہائش اختیار کی۔ مگر سورج مل نے وہاں بھی گورو صاحب کو آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ اس لئے آپ نے دریائے ستلج کے کنارے پر رہائش اختیار کی۔ انند پور بسایا دھیر مل نے رام رائے کو اُبھارا انہوں نے بادشاہ کے حضور گورو صاحب کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ مگر عالمگیر نے خارج کر دیا۔ کون عالمگیر وہی جسے ہمارے وطنی بھائی از سر تا پا متعصب کہتے ہیں۔

موقع پاکر دھیر مل رام رائے وغیرہ نے عالمگیر کے دربار میں پھر شکایت کی کہ گورو تیغ بہادر اور حافظ آدم نیورا مرید مجدد الف ثانی سرہندی نے اپنے پاس ڈاکو جمع کر رکھے ہیں دن دہاڑے ڈاکے ڈلواتے ہیں اور ہم اُنکے دست تعدی سے بہت تنگ آگئے ہیں۔ یہ شکایت سُنکر عالمگیر نے گورو صاحب اور حافظ آدم نیورا کو دھلی بلوایا گورو صاحب سیف علیخان سیف آباد اور سامانہ میں محمد بخش افغان کے ہاں ٹھہرتے ہوئے دھلی پہنچے عالمگیر نے کہا کہ ہر طرف دہائی مچ رہی ہے آپ استحصال بالجبر کیوں کرتے ہیں گورو صاحب نے کہا میں فقیر ہوں فقیروں کو ان باتوں سے کیا تعلق۔ لوگ غلط کہتے ہیں۔ عالمگیر نے اعتبار کر لیا اور ہندوؤں کا دعویٰ خارج کر دیا۔ عالمگیر نے کہا آپ فقیر ہیں کوئی کرامت دکھلایئے گورو صاحب نے کہا کہ میں یہ تعویذ گلے میں باندھتا ہوں آپ بیشک تلوار کا وار کریں میرا سر نہیں کاٹا جائے گا۔ بطور آزمایش میں اپنے آپ کو جلاد کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جلاد نے تلوار ماری سر کٹ گیا۔ تعویذ میں یہ لکھا تھا سر دیا

ستر (راز) نہ دیا۔ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کو سخت افسوس ہوا۔ کہ گورو صاحب ناحق قتل ہوئے مگر اب کیا ہو سکتا تھا تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ اب پچھتانے۔ ہاتھ ملنے اور سر دھننے سے کیا فائدہ تھا۔ اب گورو صاحب کا زندہ ہونا ناممکن تھا۔ حافظ آدم نیورا پر استحصال بالجبر ثابت ہوا اسے جلاوطنی کی سزا دی گئی۔ آپ کے بعد گورو بندسنگھ صاحب گورپائی کی گدی پر رونق افروز ہوئے۔

KHILAFAT LIBRARY

جھگڑالو لوگوں کا مجمع

آریہ پتر کا اپنے ۸ فروری کے اشو میں لکھتا ہے کہ آریہ سماج کے اندر ایک نقص ہے جو دوسری سوسائٹیوں میں مفقود ہے اور یہ اس کے طفیل ہے کہ آریہ سماج بجائے سرشیٹ پرشوں کی بھا کہلانے کے "جھگڑالو لوگوں کا مجمع کہلا رہا ہے"۔

ہم ہندوستان کی مختلف مذہبی سوسائٹیوں میں امن کے حامی ہیں مگر اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب آریہ سماج کا باہمی ایک دوسرے سے یہ سلوک ہے تو مسلمان اور عیسائی وغیرہ مذہبی مباحثات میں ان کے ناواجب سختی کا ذکر کرنے میں ہر طرح سے حق بجانب ہیں۔

ڈی اے وی کالج پر ایک الزام

آریہ پتر کا اپنے ۸ فروری کے اشو میں لکھتا ہے کہ ماسٹر لکشمن جی نے اپنے ڈیفنس میں جو جواب ستیہ ورم پرچارک میں دیا ہے کہ دوران میں آپ نے ڈی اے وی کالج پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ اسکے بورڈنگ ہاؤس میں گوشت کا کچن ہے"۔ یہ الزام واقعی قابل غور ہے یہ دیکھ کر کہ ڈی اے وی کالج کا آرگن اسکے جواب میں تا حال خموش ہے اس الزام کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ان واقعات کی موجودگی میں آریہ سماج کا مسلمانوں کے ساتھ گوشت خوری کے مضمون پر بحث کرنا ہر طرح سے حیرت انگیز ہے۔

گرانی اور ملازمین کی تنخواہیں

اس شدید گرانی میں موجودہ تنخواہوں کا تناسب بدرجہ غایت قابل توجہ ہے مگر ملازمین ڈاک خانہ خصوصیت سے قابل توجہ ہیں بے چاروں کو اتوار چھوڑ کسی بڑے سے بڑے تیوہار میں بھی چھٹی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔ اوپر پھر ذمہ واری اسقدر نازک ہے کہ تھوڑی سی چوک سے ہی معاملہ کہیں کا کہیں جا پہنچتا ہے۔ مگر تنخواہوں کا تناسب بہت ہی کم ہے گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس میں سگنلر کی تنخواہ ۵۰ سے شروع ہوتی ہے۔ اور محکمۂ ڈاک میں ۲۵ سے شروع ہوتی ہے خیال کیجئے کسقدر فرق عظیم ہے حالانکہ کام ہر دو کو یکساں ہی کرنا پڑتا ہے بلکہ ڈاک خانہ میں ذمہ داری کا پہلو شدید نازک ہے۔ اسی طرح اور کاموں اور مدارج تنخواہ پر قیاس کر لیجئے۔ یہ غریب محکمہ جو پبلک کے لئے بدرجہ غایت نفع رساں ہے گورنمنٹ عالیہ کی فوری توجہ کا محتاج ہے۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ اپنے آئندہ اشو میں اس پر زیادہ وضاحت سے روشنی ڈالونگا۔

آریہ سماج کی تعلیم ناقابل عمل ہے

ہم نے اپنے کسی گذشتہ نمبر میں یہ لکھا تھا کہ چونکہ آریہ سماج کی تعلیم ناقابل عمل ہے اس لئے آریہ مذہب عالمگیر نہیں ہو سکتا۔ اسپر آریہ پتر کا بہت سیخ پا ہوا۔ مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ اپنے دوسرے ہی پرچے میں اپنے بزرگ بھائی مسافر آگرہ کی گواہی آریہ سماج کے ناقابل عمل ہونے پر بدیں الفاظ درج کرنی پڑی۔

ہم اقرار کرتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب "مسافر" کی اس تحریر کو پڑھ کر ایک شخص یہ نتیجہ نکالے بغیر نہیں رہ سکتا کہ:-

آریہ سماج کی تعلیم ناقابل عمل ہے

کیونکہ آریہ سماج کے پرورتک رشی دیانند سنتیہ شاستروں کے آدھار (اسارہ) پر یہ تعلیم دیتے ہیں کہ ورن ہیوستھا کا آدھار۔ گن کرم اور سوبھاؤ (خصلت و عادات) ہے اور سمپادک (ایڈیٹر) صاحب "مسافر" یہ فرماتے ہیں کہ: "گن کرم سبھاؤ انوسار (ذریعہ) جو ہیوستھا قائم کی جائے وہ صرف وہ گورو قائم کر سکتا ہے جسکے پاس کامل ۱۶ برس شش (شاگرد) نے گذارے ہوں تاکہ اسے اس کے گن کرم سوبھاؤ کے جانچنے کا پورا پورا موقعہ مل سکے"۔

اسکے ماسوا اور کسی طریقہ سے وہ ورن ہیوستھا کو ٹھیک ماننے کو طیار نہیں۔ لہذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہمارے اور سمپادک جیسے جن موجودہ لوگوں نے ۱۶ برس کسی گورو کے پاس نہیں گذارے۔

ان کا ورن کوئی نہیں

کیونکہ جنم سے ورن کی کوئی ہستی نہیں۔ اور گن کرم سبھاؤ سے ورن قائم نہیں ہو سکتا۔ پس

آریہ سماج کی تعلیم کا یہ پہلو قطعی ناقابل عمل ہے

شاہجہانی انصاف کا ایک نمونہ

دینکشور سما چار لکھتا ہے کہ مغل شہنشاہ شاہجہان نے اپنی رعایا پر عدی اور عدل و انصاف کے لئے تاریخ ہند میں ایک خاص شہرت حاصل کی ہے۔ چنانچہ اس کے انصاف کا ایک نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ رعایائے سورت کی طرف سے شاہجہان کے دربار میں سورت کے گورنر کی من مانی کارروائیوں کی سخت شکایت پہنچی۔ اور یہ ظاہر کیا گیا کہ گورنر گورنے شاہی خزانہ پُر کرکے نیک نامی حاصل کرنے کے لئے رعایا پر اتنے محصول لگا دئے ہیں۔ کہ انکی ادائیگی غریب رعایا کے لئے محال ہو گئی ہے۔ اس کے ادا کرنے کے لئے رعایا کے بہت سے آدمیوں کو اپنے بال بچے عیسائیوں کے ہاتھ فروخت کرنے پڑے ہیں۔ یہ سنتے ہی بادشاہ سلامت نے گورنر مذکور کو گرفتار کروا منگایا۔ اور حکم دیا کہ اس سلطنت کے مار آستین کی آستین میں دو زندہ سانپ چھوڑ دیئے جائیں۔ علاقہ سورت جو کہ بیگم صاحبہ کی جاگیر میں تھا۔ اور گورنر سورت ان کا ملازم سمجھا جاتا تھا۔ گورنر نے بیگم صاحبہ سے اپنی جان بخشی کے لئے سفارش کرائی۔ مگر رعایا پرور شاہجہان بادشاہ نے بیگم صاحبہ کی ایک بھی نہ مانی۔ بلکہ انھیں ناراض ہو کر کہا کہ سورت میں ساتوں ولایت کے مسافر آتے جاتے رہتے ہیں۔ وہاں اس گورنر نے میرے نام سے ایسے جور و ظلم ڈھائے ہیں۔ وہ غیر ممالک میں جاکر ہماری کیسی بدنامی کرینگے۔ اس لئے اس نمکحرام کو مناسب سزا ملنی چاہیئے۔ تاکہ دیگر افسران سلطنت کو کان ہوں۔ بیگم صاحبہ کی یہ سفارش ناکام رہنے پر شاہی دیوان رایہ رگھوناتھ رائے کے پاس جو کہ کائستھ تھے۔ سفارش پہنچائی گئی اور انہوں نے شاہجہان سے یہ عرض کرکے کہ رعایا کی طرف سے حاکم مذکور پر بہت سے مقدمات دائر ہیں اگر اس کو مار دیا گیا تو ان کی جوابدہی کون کریگا۔ اسکی سزائے موت کو عمر قید کی سزا میں تبدیل کرایا۔

عربی اور فارسی پڑھ کر بھی پنڈت ہو سکتا ہے

پنڈت لوک ناتھ یالنگ ناتھ نے اخبار پرکاش میں ایک مضمون دیا تھا کہ ہر کس و ناکس اوپدیشک کو پنڈت نہیں کہدینا چاہیئے اس سے پنڈت لفظ کی بڑی حقارت ہوتی ہے پنڈت انہیں کو کہنا چاہیئے جو ویدوں کے عالم ہوں اسپر ۱۴ اسوج کے پرکاش میں وشو ناتھ اوپدیشک آریہ برتی نڈر ہی سبھا نے لکھا ہے کہ مہابھارت میں دروپدی کو پنڈت بھی پنڈت کی تعریف ہے کہ پنڈت وہ ہے جو عالم ہو اور عالم وہ ہے جو عمل کرے۔ اور عمل کرنے والا وہ ہے جو ناواقف ہو۔ اور ناواقف وہ ہے جو علم نہ رکھتا ہو۔ اور علم وہ ہے جو ویدوں کا ہو۔ اور ویدوں کا علم وہ ہے جو ویدوں کی تعلیم پر عمل کرے۔ اور عمل وہ ہے جو ویدوں کی تعلیم کے مطابق ہو۔ اور ویدوں کی تعلیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

KHILAFAT LIBRARY

سالانہ جلسہ

میں حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اس اعلان کے ذریعہ تمام احباب کو یہ اطلاع دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ جو گذشتہ دسمبر میں بعض وجوہات کے سبب ملتوی رہا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۵-۱۶-۱۷-مارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ اتوار و پیر منعقد ہوگا۔ جماعت احمدیہ کا ہر ایک فرد اس سالانہ جلسہ میں شریک ہونیکی کوشش کرے۔ پہلے ایسٹر کے دنوں میں جلسہ کرنیکی تجویز تھی مگر ایسٹر کی تعطیلات چونکہ چیت بساکھ کو شروع ہوتی ہیں اور وہ دن زراعت پیشہ احباب کیلئے بسبب فصل کی کٹائی کے سخت مصروفیت کے دن ہیں اسلئے زمیندار اصحاب کی سہولت کے لئے جلسہ کا انعقاد ہولی کی تعطیلوں میں قرار پایا ہے امید ہے ہمارے زراعت پیشہ دوست اس رعایت کی قدر کرینگے اور کثرت سے سالانہ جلسہ میں شریک ہونگے۔ تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے ایسٹر کے دن جلسہ کے لئے زیادہ موزون تھے مگر زمیندار طبقہ کی مصروفیت کو دیکھ کر ایسے دنوں میں جلسہ کیا گیا ہے جو نسبتاً انکی فراغت کے دن ہیں۔ پس اگر زمیندار احباب ایسے موقعہ سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھائینگے تو نہایت ہی افسوس کا مقام ہوگا مجھے اپنے زمیندار دوستوں سے امید ہے کہ وہ اس رعایت کی پوری قدر کرینگے جو حضرت خلیفۃ المسیح نے سالانہ جلسہ کی تاریخیں مقرر کرتے وقت انکے لئے ملحوظ رکھی ہے اور کثیر تعداد میں شامل ہو کر جلسہ کو گذشتہ سالوں کی نسبت بھی زیادہ شاندار اور بارونق بناتے ہوئے اسبات کا ثبوت دینگے کہ ان کے دلوں میں شکر گذاری کا احساس بہت زور کے ساتھ موجود ہے

اے میرے زمیندار بھائیو! تمہارے لئے اسوقت دو راہیں کھلی ہیں یہ جلسہ حضرت خلیفۃ المسیح نے تمہاری سہولت کیلئے بجائے بساکھ کے دنوں کے ۲-۳-۴ چیت کو مقرر کیا ہے۔ اب یا تو آپ لوگ اس رعایت کی قدر کر کے اس جلسہ میں کثرت کے ساتھ شامل ہوں اور اسکو گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ بارونق بنا کر دکھائیں تا ثابت ہو کہ آپ ایک قدردان قوم ہو جو اپنے محسن کے احسان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہو حضرت خلیفۃ المسیح نے تم پر احسان کیا ہے پس فوج در فوج اس جلسہ میں شریک ہو کر اپنے محسن کے دلکو خوش کرو۔ اگر ایک گھر میں چار احمدی ہیں اور پہلے جلسوں پر چار میں سے ۲ جلسہ کے موقعہ پر آتے تھے تو اب چاروں کے چار اٹھو اور جلسہ کے موقعہ حضرت خلیفۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے احسان کا اپنی زبان سے شکریہ ادا کرو۔ اور اپنے تئیں ایک وفادار جماعت ثابت کرو تا کہ تمہارے لئے امام کا دل پگھلے اور درد دل سے تمہارے لئے دعا کرے جب وہ تمہارے اخلاص کو دیکھے گا کہ اسکے دائیں بھی احباب گروہ در گروہ ہیں اور اس کے بائیں بھی اور آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی تو وہ تمہارے اس اخلاص کو دیکھ کر خوش ہوگا اور تمہارے لئے محبت سے بھری ہوئی دعا اسکے دل سے نکلے گی۔ پس ایک راہ تو یہ ہے کہ جلسہ کو پہلے کی نسبت دوچند رونق دیکر اپنے امام کو۔ نہیں نہیں اپنے خدا کو خوش کرو۔ اور دوسری راہ یہ ہے کہ تم جلسہ میں شمولیت کے لئے کوئی خاص کوشش نکرو۔ اور اس کمی کو پورا نہ کرو جس کا تعلیم یافتہ طبقہ کی دقتوں کی وجہ سے اندیشہ کیا جاتا ہے اور اس طرح اس بات کا ثبوت دو کہ تمہارے سینوں میں جوش نہیں اور تمہارے دلوں میں احساس نہیں۔ پس ان دو راہوں میں سے جو راہ بہتر ہے اسکو اختیار کرو۔ یاد رکھو۔ یہ جلسہ تمہارے لئے خاص ذمہ واری لاتا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں سے اکثر حصہ کے لئے ایام جلسہ میں سے صرف ایک دن یعنی ۱۶-مارچ کا دن تعطیل کا دن ہے پس انکے لئے ایام جلسہ میں پوری تعداد میں شامل ہونا ایک مشکل کام ہے اور خوف کیا جاتا ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ اس جلسہ میں شامل نہ ہو سکینگے۔ پس یہ جلسہ خصوصیت سے احمدی جماعت میں سے زمیندار طبقہ کا جلسہ ہے اور اگر اسکو احمدی زمیندارونکا جلسہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

پس اے میرے زمیندار بھائیو! احمدی تاریخ میں یہ جلسہ خصوصیت کے ساتھ تمہارا جلسہ ہوگا۔ اور تمہارا اختیار ہے خواہ خاص جوش اور خاص اخلاص کے ساتھ کام لیکر اپنے اس جلسہ کی رونق دوبالا کر کے احمدی سلسلہ کی تاریخ میں یہ یادگار بناؤ کہ مارچ ۱۹۱۹ء کا احمدی زمینداروں کا جلسہ تمام پہلے جلسوں کی نسبت زیادہ شاندار اور زیادہ بارونق تھا اور یا خدانخواستہ اس کو بے رونق بنا کر دشمنوں کے لئے خوشی اور دوستوں کے لئے افسوس کا موجب بنو۔ بھائیو بتلاؤ تمہارا امام تم سے کس بات کا امیدوار ہو۔ کیا اس بات کا کہ تم فوج در فوج قادیان کی مقدس زمین جمع ہو کر خدا کے فضلوں کے کھینچنے والے بنو گے یا اس بات کا کہ تم بے توجہی سے کام لیکر دشمن کو ہنسی کا موقعہ دو گے۔ اگر خدانخواستہ یہ جلسہ اپنی دھوم دھام میں پہلے جلسونکی نسبت کم رہا تو یاد رکھو کہ اس کا الزام تمہارے سروں پر ہوگا۔ احمدی جماعت کا جلسہ ایک ایسی چیز ہے جو دشمن کی تمام جھوٹی امیدوں اور اسکی تمام ناپاک خواہشوں پر پانی پھیرتا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر دشمن امید رکھتا تھا کہ جماعت تتر بتر ہو جائیگی اور سلسلہ احمدیہ ٹوٹ جائیگا۔ مگر جب حضرت اقدس کی وفات کے بعد اسنے تم کو پہلے کی نسبت زیادہ جوش محبت اور اخلاص کے ساتھ اور زیادہ تعداد میں قادیان کی طرف ہر چہار اطراف سے فوج در فوج آتے ہوئے دیکھا تو اسکی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں اور وہ تمہاری طرف سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو گیا۔ مگر جب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی وفات پر شیطان نے اپنا آخری اور خطرناک ہتھیار چلایا اور جماعت میں سے بعض رو میں اس کے فریبوں کا شکار ہو گئیں تو دشمن پھر خوشی کے مارے اچھلا اور اس کو پھر امید ہو گئی کہ شیطان کا یہ آخری حربہ جماعت احمدیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا مگر خدا نے اپنے فضل و رحم سے اس جماعت کو تباہی سے بچا لیا۔ اور جب دشمن نے خلافت ثانیہ مبارکہ کے عہد کے سالانہ جلسوں کی بڑھتی ہوئی رونق اور شان کو دیکھا تو اسکی آخری امید بھی خاک میں مل گئی مگر وہ شیطان ابھی اپنے حملوں میں مصروف ہے اور اگر اس موقعہ پر تعلیم یافتہ طبقہ کی دقتوں کی وجہ سے اور خدانخواستہ تمہاری غفلت کی وجہ سے جلسہ کی رونق میں ذرا بھی کمی آگئی تو دشمن سمجھے گا کہ شیطان اپنے حملہ میں کامیاب ہو گیا اور جماعت احمدیہ میں ضعف پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ پس اے بھائیو سلسلہ احمدیہ کو اس اعتراض سے بچاؤ۔ اور اپنے مقدس مرکز میں اپنے امام کے جھنڈے کے نیچے فوج در فوج جمع ہو کر دشمن کے دل کو جلاؤ۔ یاد رکھو تمہیں وہی ثواب ملے گا جو صحابہؓ کو خدا کی راہ میں تلوار چلانے سے حاصل ہوا اس صحابی کا قصہ یاد کرو جو دشمنوں کو اپنی قوت اور بہادری دکھلانے اور ان پر رعب ڈالنے کے لئے اکڑ کر چل رہا تھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا۔ ایسی چال اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے لیکن اسوقت اس شخص کی یہی چال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب ہو رہی ہے۔ پس تم بھی دشمن کو اپنی قوت اور جمعیت اپنے اخلاص فرط محبت کے نظارہ سے مرعوب کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرو۔ تم عاشقوں کی طرح قادیان کی طرف دوڑو تا دیکھنے والے تمہاری محبت کو دیکھ کر حیرت میں پڑیں۔ تم دیوانوں کی طرح دار الامان کیطرف بھاگو۔ تا لوگ تمہاری حالت کو دیکھ کر تعجب کریں۔ تمہارا امام تمہیں بلاتا ہے۔ پس تم اسکی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دوڑو تمہارا پیارا پیشوا تمہارا محمود تمہیں پکارتا ہے اس کی پکار پر اس کے جھنڈے کے نیچے سب کے سب جمع ہو جاؤ +

تم یہ سنکر خوش ہو گے کہ تمہارے دوسرے بھائی تمہاری نسبت کیا خیال رکھتے ہیں۔ شہروں کی جماعت سے جو آواز اٹھی وہ یہ تھی کہ دیہات کے احمدی بھائی نہایت مخلص ہیں وہ اپنے پکے ہوئے کھیتوں کی کچھ پرواہ کر کے اور ان کو کھڑا چھوڑ کر قادیان کیطرف دوڑ پڑینگے اور ان کی محبت ان کو کھینچے کھینچے دار الامان میں پہنچا دے گی۔ مگر تمہارے امام نے تمہیں اس امتحان میں نہیں ڈالا اور اس نے نہیں چاہا کہ ایسے وقت میں تمہیں قادیان کی طرف بلائے جبکہ تمہاری کھیتیاں تمہیں اپنی طرف بلا رہی ہوں اور

KHILAFAT LIBRARY

تمہارے دل سال بھر کی محنت کا پھل اُٹھانے کی طرف رغبت کر رہے ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر تم اس امتحان میں بھی آزمائے جاتے تو تم پاس نکلتے لیکن اب تمہارے لئے آسانی کر دی گئی ہے پس تم خدا کا شکر بجالاؤ۔ اور جماعت کے حسن ظن کو سچا کر کے دکھلاؤ

اب میں شہروں کے احمدی بھائیوں سے مخاطب ہوتا ہوں۔ اور ان کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ اگر آپ صاحبان اپنے دیہات کے بھائیوں سے توقع رکھتے تھے کہ وہ پکے ہوئے کھیتوں کو چھوڑ کر بھی قادیان کی طرف دوڑ پڑینگے تو کیا وجہ ہے کہ آپ لوگوں سے یہ توقع نہ رکھی جاوے کہ آپ بھی ایسی ہی قربانی کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔ اس وقت تک جو جلسے ہوتے رہے ہیں آپ لوگوں ہی کی آسانی کو مدنظر رکھا گیا اور ایسے دنوں میں جلسے کئے گئے جو آپ کے لئے فراغت کے دن تھے۔ یہ پہلا جلسہ ہے جس میں آپ صاحبان کے اخلاص کی آزمایش کا وقت آیا۔ اگر زراعت پیشہ احباب کا یہ فرض تھا کہ وہ پکے ہوئے کھیتوں کو اور سال بھر کی محنت کے پھل کو جلسہ کے لئے قربان کر دیتے تو کیا شہروں میں رہنے والے احباب کا یہ فرض نہیں کہ وہ بھی ایسی قربانی کا نمونہ دکھائیں۔ اور جس بات کی وہ اپنے دوسرے بھائیوں سے توقع رکھتے تھے اس کا خود نمونہ پیش کریں۔ پس اے بھائیو! جو شہروں میں بود و باش رکھتے ہو۔ خواہ تم کسی دفتر میں ملازم ہو یا کسی تجارت میں مصروف ہو یا کسی اور شغل میں مشغول **اپنے فرض کو یاد کرو**۔ اور اس بات کی کوشش کرو کہ تمہارا آنے والا جلسہ کسی بات میں پہلے جلسوں سے کم نہ ہو جیسا پہلے ہر ایک دوسرا جلسہ پہلے جلسہ سے زیادہ بارونق رہا ایسا ہی اب بھی چاہیئے کہ یہ جلسہ تمام پہلے جلسوں سے زیادہ شاندار ہو۔ جس شخص کے ذمہ دن برابر ہوں وہ نقصان میں ہے پس چاہیئے تمہارا یہ جلسہ پہلے جلسوں کے برابر نہیں بلکہ بڑھ کر ہو۔ ممکن ہے کہ دشمن یہ امید رکھتا ہو کہ اب کی دفعہ کا جلسہ چونکہ غیر موزون حالات کے ماتحت قایم ہونے والا ہے۔ اس لئے یہ پہلے جلسوں کی طرح کامیاب جلسہ نہ ہوگا۔ پس تمہیں چاہیئے کہ تم اسکی اس امید کو جھوٹا ثابت کرو۔ اگر خدانخواستہ یہ جلسہ پیشتر کی نسبت زیادہ شاندار نہ ہوا تو دشمن خوش ہوگا۔ اور اس بات کو تمہاری کمزوری اور ضعف کی دلیل ٹھہرائے گا۔ وہ اس بات کو نہیں دیکھے گا کہ رونق کی کمی کے وجوہات کیا ہیں۔ وہ تمہاری تعداد کی کمی کو دیکھ کر تم پر چوٹ کرے گا اور کہے گا کہ جماعت احمدیہ میں اب کمی اور ضعف کے آثار شروع ہو گئے ہیں اور شیطان کا آخری حملہ کاری ثابت ہوا۔ پس اگر تم دشمن کی نظر میں حقیر اور کمزور اور ضعیف ٹھہرنا پسند نہیں کرتے۔ تو دشمن کو اپنی طاقت اور قوت کا نظارہ دکھا کر شرمندہ کرو۔ میں تم سے زیادہ کیا کہوں اپنے فرض کو پہچانو۔ بیشک یہ جلسہ غیر موزون حالات کے ماتحت قرار پایا ہے مگر ایسا مجبوری کی وجہ سے ہوا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ جلسہ اپنی رونق میں کم بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ تم پہلے کی نسبت زیادہ کوشش کرو خود بھی جس طرح ہو سکے حاضر ہو اور دوسروں کو بھی مجبور کرو تمہارا امام اس وقت تم سے کیا چاہتا ہے۔ صرف یہی کہ آنے والا جلسہ اپنی شان میں پہلے جلسوں سے بڑھ کر ہو۔ پس اس کی اس خواہش کو پورا کر دو اور خدا سے اجر پاؤ ٭ خاکسار شیر علی عفی عنہ۔

ناظر اعلیٰ محکمہ نظارت (جماعت احمدیہ) قادیان دارالامان
۱۰ فروری ۱۹۱۹ء

نہایت ہی مفید مذہبی کتابیں

سوانح عمری باوا نانک رح

اس کتاب میں نہایت ہی وضاحت سے اور صراحت سے اس امر کو ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت باوا نانک رح راسخ الاعتقاد مسلمان اور ولی اللہ تھے۔ سکھ مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے اور سکھ صاحبان میں تبلیغ کے واسطے اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں ملیگی۔ قیمت مجلد ۱۴ر غیر جلد ۱۲ر ٭

فتح مبین

ایڈیٹر نور کا ایک مشہور آریہ پنڈت سے زبردست مباحثہ جس میں آریہ پنڈت کو اپنے منہ سے اپنی شکست فاش کا اعتراف کرنا پڑا۔ اور سکھ صاحبان نے بھی ہمارے حق میں گواہی دی۔ آریہ مذہب سے واقفیت حاصل کرنیکے لئے نہایت ہی مفید کتاب ہے قیمت صرف ۴ر ٭

گورو کی بانی

ایک ایم اے پروفیسر کے جواب میں کہ باوا صاحب ہندو مذہب سے دور اور اسلامی نور سے بھرپور ہیں۔ اسکی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے خاکسار ایڈیٹر نور کے حق میں گواہی دی قیمت صرف ۴ر

قدیم ہندوستان کی روحانی تعلیم

یہ وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے کہ جسپر ہندوستان کے ۸۰ چوٹی کے اخبارات نے نہایت ہی عمدہ ریویو کئے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول نے فرمایا کہ یہ کتاب مجھے اسقدر پسند آئی ہے کہ جبتک شروع سے لے کر آخر تک پڑھ نہیں لیا مجھے چین نہیں آیا۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا گواہی ہو سکتی ہے صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ قیمت ۸ر ٭

کفارہ

یہ مسیحی صاحبان کا ایک بنیادی مسئلہ ہے اسپر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے کفارہ نامی معرکۃ الآرا رسالہ لکھا ہے کہ از روئے منقولی اور معقولی عقیدہ کفارہ غلط ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے اس رسالہ کو بہت پسند فرمایا ہمارے پاس اسکی چند کاپیاں ہیں قیمت صرف ۳ر ٭

نیر اسلام

ایک نومسلم عیسائی کی تصنیف ہے جس میں اس نے اپنے قبول اسلام کے وجوہات اور مسیحی مذہب پر اسلام کی فضیلت اور برتری دکھلائی گئی ہے قیمت ۵ر ٭

بھارت برکش

آریہ مذہب کے متعلق نہایت ہی مفید کتاب ہے سچ ہے کہ مصنف نے دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ قیمت ۸ر ٭

فتح یزدان

ایک دہریہ کے جواب میں نہایت ہی مفید اور معرکۃ الآرا کتاب ہے دلچسپ نکاۃ سے لبریز ہے۔ قیمت ۶ر ٭

تدبیر

تدبیر اور تقدیر پر نہایت ہی معرکۃ الآراء مکالمہ ہے اس نازک مسئلہ پر اسقدر نازک خیالی سے کام لیا گیا ہے کہ بے اختیار واہ وا کا لفظ منہ سے نکل جاتا ہے قیمت صرف ۶ر ٭

دھرم کسوٹی

مشہور و معروف آریہ سوامی دیانند کے اسلام پر چودہ سوالوں کے مکمل اور مفصل جوابات پڑھنے کے قابل قیمت ۱ر

اقیموالصلوٰۃ

نماز کی حقیقت پر ایک سکھ نومسلم کی تصنیف خصوصیت سے قابل دید ہے۔ قیمت ۲ر ٭

حضرت مسیح کی آمد ثانی

ایک عیسائی نومسلم کی قابل دید تصنیف ہے قیمت ۴ر ٭

ملنے کا پتہ

مینجر نور قادیان